از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 26 اکتوبر 1964

کمشنر آف انکم ٹیکس، مدراس

بنام

انڈین بینک لمیٹڈ

(کے سبا راؤ، جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری جسٹسز)

انکم ٹیکس- قابلِ کٹوتی اخراجات- سیکورٹیز سے ٹیکس فری آمدنی- ایسی سیکورٹیز میں سرمایہ کاری کے لئے ادھار لی گئی رقم پر سود ادا کرنا- آیا کٹوتی کی جاسکتی ہے؟- انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11، سال 1922)، دفعہ 10(2)(2)۔

انڈین بینک لمیٹڈ، مدراس نے اپنے کاروبار کے دوران اپنے حلقوں سے ڈپازٹ میں رقم وصول کی اور اسے میسور حکومت کی سیکورٹیز میں سرمایہ کاری کی جو انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس سے پاک تھیں۔ بینک نے انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 10(2) (3) کے تحت اپنے ڈپازٹرز کو ادا کیے گئے پورے سود کو کٹوتی کے طور پر دعوی کیا۔ انکم ٹیکس افسر نے اس دعوے کو جزوی طور پر مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ٹیکس فری سیکورٹیز میں سرمایہ کاری کی گئی رقم کے سلسلے میں ادا کیا گیا سود قابل قبول کٹوتی نہیں ہے۔ اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر اور انکم ٹیکس اپیلٹ ٹریبونل نے مذکورہ حکم کی توثیق کرتے ہوئے ٹیکس دہندگان کے کہنے پر دفعہ 66 (1) کے تحت ہائی کورٹ میں ریفرنس دائر کیا۔ ریفرنس کا جواب ٹیکس دہندگان کے حق میں دیا گیا۔ ریونیو نے خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں اپیل کی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

ریونیو کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ کسی بھی کاروبار کے منافع سے کٹوتی کے طور پر کسی بھی اخراجات کی اجازت نہیں دی جا سکتی جب تک کہ کاروبار کا وہ حصہ جس سے یہ خرچ کیا گیا تھا وہ آمدنی پیدا کرنے یا منافع پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو جس پر ایکٹ کے تحت ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے۔

حکم ہوا کہ: کسی ایکٹ کی تشکیل میں ضروری ہے کہ اس میں استعمال کی جانے والی زبان پر سختی سے عمل کیا جائے۔ اگر کسی شق کی شرائط مبہم ہوں تو ہی تعمیر کے اچھی طرح سے قائم کردہ اصولوں کا سہارا لیا جا سکتا ہے۔ پہلے مصنوعی ابہام پیدا کرنا اور پھر اسے کچھ عمومی اصولوں کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے۔

[836 B]

انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 10 کی زبان میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ واضح طور پر اشارہ کیا جا سکے کہ اس دفعہ کے اندر آنے والے اخراجات یا الاؤنس کو اجازت دینے سے پہلے کسی اور شرط کو پورا کرنا ہو گا۔ دفعہ 10 کی ذیلی دفعہ (1) میں ہدایت کی گئی ہے کہ ٹیکس دہندگان کو اس کے ذریعہ کیے گئے کاروبار کے منافع اور منافع کے سلسلے میں ٹیکس لگایا جانا چاہئے۔ اس کے بعد ذیلی دفعہ (2) کے تحت اس کے لئے جائز تمام الاؤنسز کاٹ لیے جائیں گے۔ ایسی کوئی شق موجود نہیں ہے جو اخراجات کے پیچھے نظر رکھنے کا جواز پیش کرے، اگر یہ ذیلی دفعہ (2) کی میعاد کے اندر آتا ہے، تو یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا اس میں براہ راست یا بالواسطہ طور پر قابل ٹیکس آمدنی پیدا کرنے کا معیار ہے یا نہیں۔ شاید مقننہ نے یہ فرض کر لیا تھا کہ زیادہ تر قسم کے اخراجات جو مکمل طور پر اور خاص طور پر کاروبار کے مقصد کے لئے رکھے جاتے ہیں وہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر قابل ٹیکس آمدنی پیدا کریں گے۔

[836 C-H]

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تاہم، فوری معاملے میں، یہ واضح کیا گیا تھا کہ زیر بحث سیکورٹیز کی خرید و فروخت سے حاصل ہونے والے منافع اور نقصانات کو تشخیص میں شامل کیا گیا تھا. اس کے بعد یہ کہا گیا کہ مذکورہ سیکورٹیز قابل ٹیکس آمدنی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور ریونیو کی اپیل کو صرف اسی بنیاد پر خارج کیا جا سکتا ہے۔[835 G-H]

ہیوگز بمقابلہ بینک آف نیوزی لینڈ، 472T.C21، پر انحصار کیا.

چیلاپا چیٹیار بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس مدراس کو منظوری دی گئی۔

کمشنر آف انکم ٹیکس بمقابلہ سوماسندرن چیٹیار، A.I. R 1928ء مدراس 487 میں پر وویڈنٹ انویسٹمنٹ کمپنی لمیٹڈ بمقابلہ C.I.T بمبئی، 6 I.T.C 21 اور اندور مالوا ملز بمقابلہ C.I.T (سینٹرل) بمبئی، 210I.T.R45 ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 1095، سال 1963۔

مدراس ہائی کورٹ کے 9 نومبر 1960 کے فیصلے سے خصوصی اجازت کے ذریعے T.C نمبر 41، سال 1959 میں اپیل کی گئی۔

ایس وی گپتے، سالیسٹر جنرل، کے این راج گوپال شاستری، آر ایچ ڈھیبر اور آر این سچتھی اپیل کنندہ کی طرف سے۔

جواب دہندہ کی طرف سے آر وینکٹ رام اور آر گوپال کرشنن۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت کا فیصلہ جسٹس سیکری نے سنایا۔

سیکری جسٹس۔ یہ مدراس ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے کی گئی اپیل ہے، جس میں انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 66(1) کے تحت اس کو ریونیو کے خلاف ایکٹ کہا گیا ہے۔

اس کا حوالہ دیا گیا سوال مندرجہ ذیل تھا:

"کیا اس معاملے کے حقائق اور حالات کو دیکھتے ہوئے بینک دفعہ 10(2)(iii) یا 10(2)(xv) کے تحت فکسڈ ڈپازٹ پر ادا کیے گئے پورے سود کی کٹوتی کا دعوی کرنے کا حق دار تھا؟"

متعلقہ حقائق اور حالات یہ ہیں۔ جواب دہندہ، انڈین بینک لمیٹڈ، مدراس، جسے بعد میں ٹیکس دہندگان کہا جاتا ہے، نے بینکنگ کا کاروبار چلایا۔ اپنے کاروبار کے معمول کے دوران، اس نے حلقوں سے ڈپازٹ وصول کیے اور انہیں سود ادا کیا۔ اس نے مرکزی اور ریاستی حکومتوں (بشمول میسور حکومت) دونوں کی سیکورٹیز میں بڑی رقم کی سرمایہ کاری کی۔ ایکٹ کی دفعہ 60 کے تحت جاری نوٹیفکیشن کی دفعات کے تحت میسور گورنمنٹ سیکورٹیز پر سود انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس سے مستثنیٰ تھا۔ اس نے ان سیکورٹیز کی خرید و فروخت کی اور اس طرح کی سیکورٹیز کی خرید و فروخت پر منافع اور نقصان کو 'کاروبار' کے عنوان کے تحت ٹیکس دہندگان کی آمدنی کا حساب لگانے میں مناسب طریقے سے مدنظر رکھا گیا۔ تخمینہ سال 1951-52 (تخمینہ سال کیلنڈر سال 1950) کے لئے اس نے ایکٹ کی دفعہ 10(2)(iii) کے تحت مختلف ڈپازٹرز کو ادا کیے گئے سود کے طور پر 25،91،565 روپے کی کٹوتی کا دعوی کیا۔ انکم ٹیکس افسر، اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر اور انکم ٹیکس اپیلٹ ٹریبونل نے 2.80.194 روپے کے سود کی اجازت نہیں دی۔ یہ رقم 2,49,93,511 روپے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

میں میسور سیکورٹیز کی خریداری کے لئے ادھار لی گئی رقم پر متناسب سود کا حساب لگا کر حاصل کی گئی تھی۔ ہمیں متناسب سود کا حساب لگانے کے لئے اپنائے گئے فارمولے کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کچھ بھی اس پر منحصر نہیں ہوتا ہے۔

اپیلٹ ٹریبونل کی جانب سے متناسب سود کی کٹوتی کو روکنے کے لیے دی گئی بنیادیں دو طرح کی تھیں: پہلا یہ کہ 'سیکورٹیز سے ہونے والی آمدنی پر صرف دفعہ 8 کے تحت ٹیکس لگایا جا سکتا ہے، اس آمدنی پر جو الاؤنس لیا جا سکتا ہے وہ صرف اس دفعہ کے تحت آ سکتا ہے اور کوئی اور نہیں'۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ حکام کا رجحان بھی محکمہ کے اس نقطہ نظر کے حق میں نظر آتا ہے کہ ٹیکس دہندگان دوہرے فوائد کے حقدار نہیں ہیں، (i) مخصوص سیکورٹیز کے سلسلے میں ٹیکس سے استثنیٰ، اور (2) ان سیکورٹیز کو خریدنے کے لئے استعمال ہونے والی رقم پر سود کا الاؤنس۔

ٹیکس دہندگان کے کہنے پر اپیلٹ ٹریبونل نے مذکورہ بالا سوال کو ہائی کورٹ کو بھیج دیا۔ ہائی کورٹ نے ٹیکس دہندگان کے حق میں اس بنیاد پر سوال کا جواب دیا ہے کہ بینک کی طرف سے ادا کیا گیا پورا سود ایکٹ کی دفعہ 10 (2)(iii) کے تحت جائز کٹوتی تھی۔

فریقین کے درمیان یہ عام بنیاد ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 8 کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ ریونیو کے وکیل راجہ گوپال شاستری نے کہا کہ ایک عام اصول ہے کہ کسی بھی کاروبار کے منافع میں کٹوتی کے طور پر کسی بھی اخراجات کی اجازت نہیں دی جا سکتی جب تک کہ کاروبار کا وہ حصہ جس پر خرچ کیا جاتا ہے وہ آمدنی پیدا کرنے یا منافع پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو جس پر ایکٹ کے تحت ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، وہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر کسی کاروبار کے منافع کا ایک حصہ قابل ٹیکس نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہے، تو اس منافع کو کمانے کے مقصد کے لئے ہونے والے کسی بھی اخراجات کو کٹوتی کے طور پر اجازت نہیں دی جا سکتی ہے. ان کا کہنا ہے کہ یہ صورتحال خاص طور پر ترمیمی ایکٹ 1939 کے ذریعہ ایکٹ میں کی گئی ترامیم کے بعد دفعہ 4 میں ہے، جس کے تحت ہندوستان میں رہنے والے کسی شخص کو حاصل ہونے والی یا سمجھی جانے والی تمام آمدنی کو قابل ٹیکس معیار قرار دیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر کسی خاص آمدنی میں کوئی قابل ٹیکس معیار نہیں ہے تو یہ دفعہ 10 کے تحت قابل قبول اخراجات کے لئے اہل ہونے کے معیار کو بھی کھو دیتا ہے۔

ٹیکس دہندگان کے وکیل جناب آر وینکٹ رام کا کہنا ہے کہ اگر اس تجویز کو قبول بھی کر لیا جاتا ہے، تب بھی اس سے اس معاملے میں ریونیو کو کوئی مدد نہیں ملے گی۔ وہ بتاتے ہیں کہ ہمارے سامنے جو معاملہ ہے اس میں اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سکیورٹیز کی خرید و فروخت سے حاصل ہونے والے منافع اور نقصانات کو تخمینے میں شامل کیا گیا ہے۔ لہذا، ٹیکس فری سکیورٹیز منافع اور نقصان پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں. مسٹر وینکٹ رام کی دلیل میں طاقت ہے، اور اپیل صرف اسی بنیاد پر ناکام ہونی چاہیے۔ لیکن جیسا کہ اس سوال پر ہائی کورٹ کے سامنے اور ہمارے سامنے بحث ہو چکی ہے، ہم اپنے فیصلے کو اس تنگ بنیاد پر چھوڑنا نہیں چاہتے۔

تو کیا ایسا کوئی اصول ہے جو اوپر وضع کیا جا چکا ہے؟ اگر ایسا ہے، تو کیا اس کا استعمال دفعہ 10(2)(iii) کی واضح زبان کو کم کرنے کے لئے کیا جا سکتا ہے، جو واضح طور پر کاروبار کے مقصد کے لئے لئے گئے سرمائے پر کٹوتی سود کے طور پر اجازت دیتا ہے؟ اس قانون کی تشکیل کے ہمارے رائے میں، ہمیں اس ایکٹ کی زبان پر سختی سے عمل کرنا ہو گا۔ اگر کسی شق کی شرائط میں ابہام ہے تو فطری طور پر تعمیر کے اچھی طرح سے قائم کردہ اصولوں کا سہارا لینا ضروری ہے لیکن پہلے مصنوعی ابہام پیدا کرنا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اور پھر کسی عام اصول کا سہارا لے کر ابہام کو حل کرنے کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے۔

ہم دفعہ 10 کی تشریح کے بارے میں فکر مند ہیں۔ آیئے اس کے بعد استعمال کی جانے والی زبان پر نظر ڈالتے ہیں۔ ذیلی دفعہ (1) میں ہدایت کی گئی ہے کہ ٹیکس دہندگان پر اس کے ذریعے کیے گئے کاروبار کے نفع اور منافع کے سلسلے میں ٹیکس لگایا جائے۔ ٹیکس دہندگان کا کیا کام ہے، اس پر سب سے پہلے غور کیا جانا چاہئے۔ کیا وہ ایک یا دو کاروبار کے ساتھ ساتھ کوئی ایسی سرگرمی کرتا ہے جو اس کے ذریعہ چلایا جاتا ہے جو کاروبار نہیں ہے؟ اگر وہ کوئی ایسی سرگرمی کر رہا ہے جو کاروبار نہیں ہے، تو ہمیں اس سرگرمی کی رسیدوں کو اکاؤنٹ سے باہر چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ پہلا قدم ہے. دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں دفعہ 10(2) پر غور کرنا چاہیے اور اس کے لیے منظور شدہ تمام الاؤنسز میں کٹوتی کرنی چاہیے۔ جائز کٹوتی کی اجازت دیتے وقت سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اخراجات کے پیچھے نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا اس میں براہ راست یا بالواسطہ طور پر قابل ٹیکس آمدنی پیدا کرنے کا معیار ہے؟ اس کا جواب دو وجوہات کی بنا پر نفی میں ہونا چاہیے: پہلا یہ کہ پارلیمنٹ نے ہمیں یہ جانچ کرنے کی ہدایت نہیں دی ہے۔ اس بارے میں دفعہ 10 (2) میں کوئی الفاظ نہیں ہیں۔ دوسری طرف، اشارے اس کے برعکس ہیں. دفعہ 10 (2) (xv) میں پارلیمنٹ کو یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا اخراجات مکمل طور پر اور خاص طور پر کاروبار کے مقصد کے لئے رکھے گئے ہیں یا خرچ کیے گئے ہیں۔ مقننہ یہ ہدایت دینے سے قاصر رہتی ہے کہ اس بات کا تعین کیا جائے کہ اخراجات کا مقصد کیا تھا۔ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کاروبار کے مقصد کے لئے ہے، تو پارلیمنٹ کو یہ معلوم کرنے کی فکر نہیں ہے کہ آیا اخراجات نے قابل ٹیکس آمدنی پیدا کی ہے یا نہیں. دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ پارلیمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ زیادہ تر قسم کے اخراجات جو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مکمل طور پر اور صرف کاروبار کے مقصد کے لئے رکھے جاتے ہیں وہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر قابل ٹیکس آمدنی پیدا کریں گے ، اور اس سے آگے بڑھنے اور اخراجات کو کسی قابل ٹیکس آمدنی میں تلاش کرنے کے لئے انتظامی کوششوں کی ضرورت نہیں ہے۔

لہٰذا، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ دفعہ 10 کی زبان میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ واضح طور پر اشارہ کیا جا سکے کہ دفعہ کے اندر آنے والے اخراجات یا الاؤنس کو اجازت دینے سے پہلے کسی اور شرط کو پورا کرنا ہو گا۔

اسی طرح کا ایک سوال انگلینڈ میں ہیوز بمقابلہ بینک آف نیوزی لینڈ (1) میں اٹھایا گیا تھا، اور تمام ججوں نے یہ رائے اختیار کی تھی کہ بینک کی طرف سے اپنے کاروبار کے دوران لئے گئے سرمائے پر ادا کردہ سود اور ٹیکس فری سیکورٹیز خریدنے میں استعمال ہونے والے سود کو کاروبار کے قابل ٹیکس منافع تک پہنچنے کے لئے کٹوتی کی جانی چاہیے، اس کے باوجود کہ بینک کی طرف سے ٹیکس فری سیکورٹیز پر حاصل کردہ سود پر ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

لارڈ تھینکرٹن نے جلد ہی اس کی وجہ اس طرح بیان کی:

> "شاید یہ کہنا کافی ہے کہ ولی عہد اپنے مؤقف کی حمایت میں کسی بھی قانونی شق کی نشاندہی کرنے سے قاصر ہیں، جبکہ جواب دہندگان شیڈول D کے مقدمات I اور II پر لاگو قوانین کے قاعدہ 3 کی دفعات میں اپنی مزاحمت کا مکمل جواز تلاش کرتے ہیں"۔

یہ قاعدہ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 10 (2) (xv) کی طرح ہے۔ قاعدہ طے کرنے اور اس کے اثرات کو دیکھنے کے بعد وہ کہتا ہے:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"مجھے یہ ناقابل تردید لگتا ہے کہ، موجودہ معاملے میں، زیر بحث سرمایہ کاری جواب دہندگان کی تجارت کے کاروبار کا حصہ تھی، اور یہ کہ ان سے منسلک اخراجات مکمل طور پر اور خاص طور پر تجارت کے مقاصد کے لئے مقرر کیے گئے تھے. تجارت کے دوران جو اخراجات غیر منافع بخش ہیں، اگر مکمل طور پر اور صرف تجارت کے مقاصد کے لئے کیے جائیں تو یہ مناسب کٹوتی سے کم نہیں ہے۔ اخراجات کی کٹوتی کا جواز پیش کرنے کے لئے کریڈٹ سائیڈ پر رسید کی موجودگی کی ضرورت نہیں ہے۔

اگرچہ حاضری رجسٹر کو ولی عہد کی دلیل میں طاقت ملی، لیکن اسے انگریزی ایکٹ کی زبان میں ایسا کچھ نہیں ملا جو ناقابل تقسیم تجارت کے اخراجات کے ایک حصے کو ختم کرے۔ اسی طرح، گرین عزت ماب جسٹس کو قانون کی زبان میں ولی عہد کے دعوے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی سیکورٹیز نہیں ملی۔ انہوں نے کہا کہ 'جب قانون کہتا ہے کہ سود کو استثنیٰ دیا جانا چاہیے تو میں اسے یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس استثنیٰ کو عملی جامہ پہنانے سے ایکٹ کی ایک مختلف شق پر کچھ اثرات مرتب ہوں گے۔ مجھے اس قانون میں ایسی کوئی چیز نہیں ملتی جس میں اس دلچسپی کو تجارت کے اندر تجارت کے طور پر پیش کرنے کی ضرورت ہو۔ دراصل یہی وہ چیز ہے جو ولی عہد کا مؤقف ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ سود جسے رسید کی شے کے طور پر پیش کیا جانا ہے، اس میں سے کچھ اخراجات کے ساتھ لیا جانا چاہیے، گویا یہ بذات خود ایک تجارت ہے۔

مسٹر شاستری زور دیتے ہیں کہ مذکورہ بالا فیصلے کا اختیار مچل اور ایڈون (ایچ ایم انسپکٹر آف ٹیکسز) بمقابلہ راس ([1]) میں ہلا کر رکھ دیا گیا ہے، لیکن ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ اس معاملے میں زور دیا گیا نکتہ یہ تھا کہ فرائی بمقابلہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سالسبری ہاؤس اسٹیٹ ([2]) کے اختیار کو ہیوز بمقابلہ بینک آف نیوزی لینڈ ([3]) کے فیصلے سے اہل قرار دیا گیا تھا، لیکن یہ منفی تھا۔

ہمارے سامنے کئی ہندوستانی معاملوں کا حوالہ دیا گیا ہے اور اب ہم ان کی جانچ کریں گے۔

مدراس ہائی کورٹ کا کمشنر آف انکم ٹیکس بمقابلہ سوم سندرن چیٹیار ([4]) کا فیصلہ مسٹر شاستری کی مدد نہیں کرتا ہے۔ ٹیکس دہندہ مدراس میں کاروبار کرتا تھا، جہاں اس کا ہیڈ آفس تھا، اور ایپوہ، جو کہ فیڈرل ملائی میں ایک جگہ تھی۔ مدراس میں پیسہ ادھار لیا گیا اور اس کا کچھ حصہ ایپوہ کو بھیج دیا گیا جہاں اسے ایپوہ کاروبار کے انعقاد میں سرمائے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ ایپوہ میں استعمال ہونے والی قرض کی رقم پر سود کو کٹوتی کے طور پر جائز قرار نہیں دیا گیا تھا کیونکہ جس کاروبار پر ٹیکس لگایا جا رہا تھا وہ مدراس کا کاروبار تھا نہ کہ ایپوہ کا کاروبار۔ فیصلے میں کوئی استثنٰی نہیں لیا جا سکتا ہے لیکن یہ اپیل کنندہ کے مقدمہ کو آگے نہیں بڑھاتا کیونکہ ہم ایک ناقابل تقسیم کاروبار سے متعلق ہیں۔

پروویڈنٹ انویسٹمنٹ کمپنی لمیٹڈ بمقابلہ C.I.T بمبئی ([3]) میں، ٹیکس دہندگان، ایک ہندوستانی فنانس کمپنی، نے ہندوستان میں کچھ رقم ادھار لی اور اس میں سے اسٹرلنگ سیکورٹیز خریدیں اور انہیں ہندوستان میں برقرار رکھا۔ بمبئی ہائی کورٹ نے کہا کہ ادھار لی گئی رقم پر سود کی کٹوتی نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ (کمپنی) جو سرمایہ برٹش انڈیا کے باہر استعمال کر رہی ہے اور برطانوی ہندوستان سے باہر اس طویل عرصے تک برقرار رکھ رہی ہے، وہ کاروبار نہیں کر رہی ہے جس کے سلسلے میں ہندوستانی انکم ٹیکس کے مطابق منافع کمایا جا سکتا ہے تاکہ دفعہ 10(2)(iii) کے معنی کے تحت لئے گئے سرمائے پر سود کے لئے الاؤنس کا دعوی کیا جا سکے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

بمبئی ہائی کورٹ نے کاروبار کو دو الگ الگ کاروباروں میں تقسیم کر دیا ہے۔ لیکن موجودہ ٹیکس دہندگان کے کاروبار کو دو الگ الگ کاروباروں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک اور نا قابل تقسیم ہے۔

چیلا پاچیٹیار بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس مدراس ([6]) میں ساہوکار کے طور پر کاروبار کرنے والے ٹیکس دہندگان نے قرض لیا تھا اور اسے عوام کو قرض دیا تھا۔ وہ ایسے حلقوں سے اپنے قرضوں کی ادائیگی میں زرعی زمین حاصل کرنے کا پابند تھا۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا وہ زرعی زمینوں کی نمائندگی کرنے والے سرمائے پر ادا کیے گئے سود کے سلسلے میں کٹوتی کے حقدار تھے۔ عدالت نے ہیوگز بمقابلہ بینک آف نیوزی لینڈ ([1]) کی پیروی کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس بات کے حقدار ہیں کہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت زرعی آمدنی قابل ٹیکس نہیں ہے۔ مسٹر شاستری کا کہنا ہے کہ اس کا غلط فیصلہ کیا گیا تھا اور درحقیقت رنگون ہائی کورٹ نے C.I.T برما بمقابلہ N.S.A.R کنسرن ([2]) میں اس سے اختلاف کیا تھا۔ ڈنکلے جسٹس نے رنگون مقدمہ میں ہیوز بمقابلہ بینک آف نیوزی لینڈ ([3]) کو ممتاز کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ برما انکم ٹیکس ایکٹ کی اسکیم انگریزی انکم ٹیکس ایکٹ 1918 کی اسکیم سے بالکل مختلف ہے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ "انگلینڈ میں ایک شخص کو اس کی آمدنی کے سلسلے میں انکم ٹیکس کا جائزہ لیا جاتا ہے، جبکہ برما ایکٹ کے تحت یہ آمدنی ہے جس پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ انگریزی ایکٹ کے تحت آمدنی کا کوئی طبقہ ایکٹ کے دائرہ کار سے باہر نہیں ہے جبکہ برما ایکٹ کے دفعہ 4(3) کے تحت اس ایکٹ کو آمدنی کے متعدد طبقات پر لاگو نہیں کیا گیا ہے۔ انگریزی ایکٹ کسی شخص کو اس کی ایک خاص رقم یا مخصوص قسم کی آمدنی کے سلسلے میں صرف کچھ استثنیٰ دیتا ہے، جیسا کہ برما ایکٹ کی دفعہ 8 اور 9 کی شقوں کے ذریعہ آمدنی کے مخصوص طبقات کو دی گئی چھوٹ کی طرح ہے۔" پھر انہوں نے برما ایکٹ کی دفعہ 10 (2) (ix) کے الفاظ اور انگریزی ایکٹ کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

متعلقہ شق کے درمیان فرق نوٹ کیا۔ لیکن ہم اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان اختلافات کی وجہ سے ہوگز بمقابلہ بینک آف نیوزی لینڈ ([1]) میں طے شدہ اصول کو مسترد کرنا ضروری ہے۔ یہ سچ ہے کہ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت یہ آمدنی ہے جس پر ٹیکس لگایا جاتا ہے لیکن اس پر ٹیکس نہیں لگایا جاتا ہے۔ اس پر ایک شخص کے ہاتھوں میں ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ انگلینڈ میں ٹیکس فری سیکورٹیز کے سود کو اسی طرح مستثنیٰ قرار دیا گیا جس طرح ہندوستان میں کیا گیا تھا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ انہیں کس نے پکڑا تھا۔ ہیوگز بمقابلہ بینک آف نیوزی لینڈ ([1]) کو رنگون ہائی کورٹ کی طرف سے بیان کردہ بنیادوں پر الگ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے فیصلے میں چیلا پاچیٹیار بمقابلہ C.I.T مدراس ([3]) کا صحیح فیصلہ کیا گیا تھا۔

اندور مالوا یونائیٹڈ ملز بمقابلہ C.I.T (سینٹرل) بمبئی ([4]) میں اس عدالت کا فیصلہ الگ الگ ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ دفعہ 14(2)(c) اور دفعہ 4(1)(a) اور (c) متعلقہ وقت میں موجود تھے کہ دفعہ 24 میں 'نفع اور منافع' کے الفاظ ایسے نفع اور منافع تک محدود تھے جن کا برطانوی ہندوستان یا قابل ٹیکس علاقوں میں تخمینہ لگایا جاسکتا تھا۔ یہ فیصلے اور داس جسٹس کے مندرجہ ذیل مشاہدات سے واضح ہے۔

> "دفعہ 24 کی دفعات کو دفعہ 4(1)(a) اور (c) اور دفعہ 14(2)(c) کی دفعات کے ساتھ پڑھنے سے ہمیں یہ واضح لگتا ہے کہ دفعہ 24(1) جب نفع یا منافع کی بات کرتی ہے تو اس میں قابل ٹیکس نفع اور منافع کا حوالہ ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اس میں ایسے نفع اور منافع کا حوالہ دیا گیا ہے جو برطانوی ہندوستان یا قابل ٹیکس علاقوں میں تخمینہ لگایا جاسکتا تھا. اس میں برٹش انڈیا کے بغیر یا قابل ٹیکس علاقوں کے بغیر آمدنی یا پیدا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہونے والی آمدنی کا کوئی حوالہ نہیں ہے جو غیر رہائشیوں کے
معاملے میں تخمینہ لگانے کے قابل نہیں تھے۔

ہم اس فیصلے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک عام اصول ہے کہ اگر کسی کاروبار کی آمدنی کا ایک حصہ ٹیکس فری ہے تو اس آمدنی کو حاصل کرنے کے مقصد کے لئے کیا جانے والا خرچ دفعہ 10 کے دائرے سے باہر ہے۔

نتیجے میں ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ سوال کا جواب ہاں میں ہے۔ اس کے مطابق اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document